تدوین حدیث نبوی

جمع وترتیب: ابو عمر یوسف

زیر نظر مضمون کا پہلا حصہ "اتباع سنت" کے نام سے التراث کے پہلے شمارے میں چھپ چکا ہے۔ جسمیں سنت کی تعریف شریعت اسلامی میں اس کا مقام قرآن وسنت میں باہمی تعلق اور اتباع سنت پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کئے گئے تھے۔

اسلام سے قبل عرب میں فن کتابت:

علمی تحقیق ثابت کرتی ہے کہ اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں کتابت جاننے والے بھی تھے۔ لیکن یہ فن خواص تک محدود تھا اور یہی لوگ اہم تاریخی واقعات پتھروں، چمڑے کے ٹکڑوں وغیرہ پر لکھتے تھے۔

تاریخی آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کا سلسلہ تیسری صدی عیسوی سے چلا آرہا ہے۔ جزیرہ عرب کے شمالی اطراف میں اس فن کو جاننے والے زیادہ تھے کیونکہ انکا رومی اور فارسی تہذیب کے ساتھ تعلق رہتا تھا۔ عدی ابن زید العبادی (متوفی ۳۵ قبل مسیح) نے جب ہوش سنبھالا تو اسکے والد نے اسے مکتب کے حوالے کیا۔ وہ عربی پڑھنے لکھنے میں ماہر ہوا اور اس نے کسریٰ کے ایوان تک رسائی حاصل کی۔ اور یہ پہلا عرب ہے جس نے کسریٰ کا دیوان عربی زبان میں لکھا۔ (تدوین السنۃ ۲۹۵)۔

عرب عام طور پر بدوی تھے۔ لکھنے پڑھنے سے آشنا نہ تھے لیکن تہذیب وحضارت سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے یمنی لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ یہیں سے فن کتابت حیرہ منتقل ہوا اور وہاں سے حرب بن امیہ کے ذریعے یہ فن مکہ پہنچا، حرب بن امیہ سیاح تھا۔ اسکے عہد سے مکہ میں کتابت کا آغاز ہوا چنانچہ چند قریشی فن کتابت سے آشنا ہوئے۔ اللہ کی قدرت کہ یہ فن حفاظت کتاب وسنت کا ایک اہم عامل بنا۔

عربوں میں فن کتابت کا عام نہ ہونا انکے ملکہ حفظ کو جلا دینے کا سبب بنا۔ انھوں نے اہم اشعار وانساب اور مفاخر ایام جمع کرنے میں صرف اپنی قوت حافظہ پر اعتماد کیا۔ انسان اپنے جسم میں جس قوت کو زیادہ استعمال کرے وہ بڑھتی اور نشو ونما پاتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرون اولیٰ میں اہل عرب کا قوت حافظہ بہت مضبوط تھا۔ (الحدیث والمحدثون ص ۱۲۰)

آغاز اسلام میں کتابت کا فن:

اس میں کوئی شک نہیں کہ عہد نبوی میں کتابت کا فن وسیع پیمانے پر پھیل گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ نے تعلیم وتعلم کی افضلیت واضح طور پر بیان فرمائی۔ وحی کی کتابت اور ملوک وسلاطین تک اسلام کی دعوت پہنچانے کی وجہ سے فن تحریر کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ رسول امی ﷺ نے کتابت کی طرف بڑی توجہ دلائی چنانچہ غزوہ بدر کے قیدیوں میں سے جو لکھنے پڑھنے سے آشنا تھے ان کی رہائی کیلئے یہ شرط لگادی کہ وہ مدینہ کے دس بچوں کو پڑھنا لکھنا

سکھائیں(الطبقات الکبری ابن سعد ۲۲/۲)۔

دعوت اسلام کے شروع میں مکہ مکرمہ میں صرف سترہ اشخاص فن کتابت سے آشنا تھے ان میں سے حضرت عمرؓ بن الخطاب، علیؓ بن ابی طالب، عثمانؓ بن عفان، ابو عبیدہؓ بن الجراح، طلحہؓ بن عبید اللہ، یزیدؓ بن ابی سفیانؓ، معاویہؓ بن ابی سفیانؓ، ابو سفیانؓ بن حرب، ابو حذیفہ عتبہؓ بن ربیعہ، حاطبؓ بن عمرو اور ابو سلمہ المخزومیؓ مشہور ہیں۔(الحدیث والمحدثون ۱۲۰)۔

جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست وجود میں آئی تو کتابت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی تمام مساجد میں پڑھانے لکھوانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ بعض صحابہ کرامؓ رضاکارانہ طور پر مسلمان بچوں کو کتابت سکھاتے تھے۔ انہی معلمین میں سعدؓ بن الربیع الخزرجی (ت ۳ھ) بشیرؓ بن سعد بن ثعلبہ (۱۲ھ) اور ابانؓ بن سعید بن العاص (ت ۱۳ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔(بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ ۲۲۲)۔

مختلف اوقات میں وحی (قرآن پاک) لکھنے کی سعادت چالیس افراد کو حاصل ہوئی۔ اسکے علاوہ ملوک وسلاطین کی طرف خطوط اور معاہدات لکھنے کیلئے بھی کاتب مقرر تھے۔ اسی طرح اسلام کی دعوت پھیلانے کے لئے صحابہ کرامؓ مختلف شہروں میں سکونت پذیر ہوئے۔ چنانچہ ان علاقوں میں علم کے حلقے وسیع پیمانے پر پھیل گئے جس کیلئے مساجد کو بھی منظم کیا گیا۔ بعض حلقہ ہائے علم میں ہزار سے زیادہ طالب علم شامل ہوتے تھے۔ اسی طرح اسلامی حکومت کے مختلف اطراف میں مکاتب علم کو وسعت ملی۔ یہاں تک کہ ضحاکؒ بن مزاحم اپنے شاگرد طلباء کی نگرانی کیلئے گدھے پر سوار ہو کر چکر لگاتے تھے۔ آپ کے مکتب میں تقریباً 3000 بچے تھے۔(تدوین السنۃ ص ۳۰۱)

عہد نبوی میں کتابت حدیث:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم عہد رسالت میں لکھا جا چکا تھا۔ کاغذ کمیاب ہونے کی وجہ سے چمڑے کے ٹکڑوں، چوڑی ہڈیوں، اور چکنے پتھروں پر لکھا جاتا تھا۔ چونکہ قرآن پاک موقع مناسبت کے ساتھ نازل ہوتا رہا اسلئے نبی کریم ﷺ کسی کاتب کو حکم دیا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورہ کی فلاں جگہ لکھ لیا جائے۔

لیکن قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ کی رسمی تدوین نہیں ہوئی۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ ان اسباب کی چھان بین کی جائے جن کی وجہ سے عہد نبوی میں حدیث کی تدوین رسمی طور پر نہ ہو سکی۔ یہ اسباب ان احادیث وآثار کا موازنہ کرنے سے واضح طور پر سامنے آتے ہیں جو منع وجواز کتابت پر مشتمل ہیں۔

☆ وہ احادیث جن میں سوائے قرآن کے کچھ لکھنے سے منع کیا گیا:

1-عن ابی سعید الخدریؓ ان النبی ﷺ قال "لا تکتبو ا عنی شیئا سوی القرآن و من کتب عنی غیر القرآن فلیمحه ".وقال "حد ثوا عنی ولا تکذ بوا علی و من کذب علی متعمدا فلیتبو ا مقعده من النار"(صحیح مسلم

مع النووی ۱۲۹/۱۸،تقیید العلم ص ۲۹)۔ حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے علاوہ مجھ سے کچھ نہ لکھو۔اگر کسی نے قرآن کے علاوہ مجھ سے لکھا ہو تو اسے مٹاڈالے 'اور مجھ سے احادیث بیان کرو اور مجھ پر جھوٹ مت باندھو۔جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا پڑے گا۔

2-قا ل ابو سعید الخدری ؓ جهدنا بالبنی ﷺ ان یاذن لنا فی الکتاب فابی۔و فی روایة عنه قال :استاذ نا النبی ﷺ فی الکتابة فلم یا ذن لنا (تقیید العلم ص ۲۲۔ ۲۳) ابو سعید کہتا ہے کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے احادیث لکھنے کی اجازت مانگی لیکن آپ ﷺ نے اسکی اجازت نہیں دی۔

3-عن ابی هریرة قال خرج علینا رسول الله ﷺ و نحن نکتب الا حادیث فقال ما هذا الذی تکتبون؟ قلنا" احادیث سمعنا ها منك " قال" اکتابا غیر کتاب الله ؟ اتدرون ماضل الا مم قبلکم الا بما اکتتبوا من الکتب مع کتا ب الله"(تقیید العلم ص ۳۳) حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے اسوقت ہم احادیث لکھ رہے تھے آپ نے فرمایا تم کیا لکھ رہے ہو ؟ ہم نے عرض کیا ہم احادیث لکھ رہے ہیں جو ہم نے آپ ﷺ سے سنی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا "کتاب اللہ کے ساتھ کوئی اور کتاب ؟ کیا تم جانتے نہیں کہ گزری ہوئی امتیں اسلئے گمراہ ہوئیں کہ وہ اللہ کی کتاب کے ساتھ دوسری چیز بھی لکھا کرتے تھے"۔

4-دخل زید بن ثابت علی معاویة فساله عن حدیث فامر انسانا یکتبه فقال له زید : ان رسول الله ﷺ امرنا ان لا نکتب شیئا من حدیثه فمحاه۔(تقیید العلم ص ۳۵) زید بن ثابتؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور کسی حدیث کے متعلق سوال کیا تو حضرت معاویہؓ نے کسی کاتب کو لکھنے کا حکم دیا۔زید بن ثابت نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں اپنی احادیث لکھنے سے منع فرماتے تھے۔ تو انہوں نے مٹادیا۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ احادیث لکھنے سے منع فرماتے تھے۔ان میں سے بعض احادیث سے منع کا سبب بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو خدشہ تھا کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ باہم خلط ملط نہ ہو جائیں۔

جواز کتابت پر دلالت کرنے والی احادیث:

1-عن عمر وبن العاص ؓ قال :کنت اکتب کل شیء اسمعه من رسول الله ﷺ ارید حفظه فنهتنی قریش وقالوا تکتب کل شیء سمعته من رسول الله ﷺ و رسول الله ﷺ بشریتکلم فی الغضب و الر ضا فامسکت من الکتاب فذکرت ذلك لرسول الله ﷺ فاو مأ با صبعه الی فیه فقال "اکتب' فوالذی نفسی بیده ماخرج منه الا حق"۔(جامع بیان العلم و فضلہ ص ۱۱۸،تقیید العلم ۷۴) عبداللہ بن عمروؓ فرماتا ہے کہ میں ہر بات جو رسول اللہ ﷺ سے سن لیتا' لکھا کرتا تھا۔ قریش نے مجھے منع کیا کہ رسول اللہ ﷺ بشر ہونے کے ناطے رضامندی اور

ناراضگی کے وقت بات کرتے ہیں۔(یعنی ہر حدیث لکھنی نہیں چاہئے) تو میں لکھنے سے رک گیا اور رسالت مآب ﷺ سے یہ مسئلہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "تم لکھتے رہو' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے علاوہ کوئی بات ہرگز نہیں نکلتی"۔

حافظ ابن حجر کہتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اپنی وفات سے قبل کتابت حدیث کی عام اجازت دے چکے تھے۔(فتح الباری ۱/۲۰۸)

2-قا ل ابو هريرة :ما من اصحاب النبى ﷺ اكثر حديثا منى الا ما كان من عبد الله بن عمرو ' فانه كان يكتب ولا اكتب (بخاری مع الفتح ۱/۲۰۶) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں: صحابہ کرام میں سے عبداللہ بن عمرو کے سوا دوسرا کوئی شخص مجھ سے زیادہ حدیثیں بیان کرنے والا نہیں۔ کیونکہ وہ احادیث لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

3-عن ابى هريرة ان رجلا كان يشهد حديث رسول الله ﷺ فلا يحفظه فيسا لنى فاحد ثه ثم شكا قلة حفظه الى الرسول ﷺ فقال النبى ﷺ "استعن على حفظك بيمينك "(تقیید العلم ص ۶۵) حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اللہ کے نبی ﷺ کے درس میں شریک ہوتا تھا لیکن وہ احادیث یاد نہ کر سکتا اور مجھ سے پوچھتا تو میں اسکو بیان کرتا۔ پھر اس نے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم حفظ کرنے کیلئے اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لیا کرو"۔ یعنی لکھ لیا کریں پھر یاد کریں۔

4-عن رافع بن خديج رض انه قال قلنا يا رسول الله (ﷺ) انا نسمع منك اشياء افنكتبها قال "اكتبوا ولا حرج" (تقیید العلم ص ۷۲) حضرت رافع بن خدیج رض نے احادیث لکھنے کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "حدیثیں لکھ لیں' لکھنے میں کوئی حرج نہیں"۔

مذکورہ احادیث سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے احادیث لکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور وقت پر بیان نہ کرنا اصولی لحاظ سے درست نہیں۔

5-عن انس بن مالك رض قال قال رسول الله ﷺ "قيدو ا العلم بالكتاب"(جامع بیان العلم ص ۱۲۰۔ تقیید العلم ص ۶۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا علم کو کتابت کے ذریعے ضبط کرو۔(یہ حدیث حسن ہے)

6-عن ابى هريرة ' لما فتح الله على رسوله ﷺ مكة قام خطيبا و خطب الناسَ فقام رجل من اهل اليمن(ابو شاه) فقال اكتب لى يا رسول الله (ﷺ) فقال رسول الله ﷺ "اكتبو الابى شاه "۔(البخاری مع الفتح ۱/۲۰۵' مسند احمد ۲/۲۳۸)زاد الوليدبن مسلم قلت للا وزاعى :ماقوله اكتبوالى ؟ قال هذه الخطبة التى سمعها من رسول الله ﷺ (الفتح ۱/۲۰۶)

جب نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا ابو شاہ یمنی نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ سے

درخواست کی کہ مجھے لکھوا دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا"ابو شاہ کے لئے لکھ دو"۔ ولید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے امام اوزاعی سے پوچھا کہ "اکتبوا لہ"سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ وہی خطبہ لکھنا مراد ہے جو آپ ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔

7 -عن ابن عباس قال لما اشتد على النبی ﷺ قال "ایتونی بکتاب' اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی"..............(بخاری ۱/۲۵۱)ابن عباس کہتے ہیں جب نبی کریم ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا"میرے لئے لکھنے کا سامان لاؤ تا کہ میں ایسی چیز لکھوا دوں جسکی موجودگی میں تم میرے بعد گمراہ نہ ہوں"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ لکھوانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اور اس وقت جو بھی لکھواتے وہ یقیناً قرآن مجید کے علاوہ ہوتا۔ علماء کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کا اصل مقصد یہ امتحان لینا تھا کہ وہ رفع اختلاف کے لئے قرآن کی طرف رجوع کو کافی سمجھتے ہیں یا نہیں اور یقینی بات ہے کہ اگر آپ ﷺ عام وصیت فرماتے تو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھامنے کے بارے میں تحریر فرماتے۔ اور اگر خلافت کے بارے میں لکھواتے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے متعلق لکھواتے جیسا کہ عملاً آپ ﷺ نے انہیں نماز کی امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

8-عن ابی جحیفة قال "قلت لعلیؓ"هل عندکم کتاب ؟"قال "لا' الا کتاب الله اوفهم اعطیه رجل مسلم اوما فی هذه الصحیفة" قال قلت فما هذه الصحیفة ؟ قال"العقل و فکاك الاسیر ' ولا یقتل مسلم بکافر"(صحیح البخاری مع الفتح ۱/۲۰۴) حضرت ابو جحیفہ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا : کیا آپ کے پاس (نبی کریم ﷺ سے) کوئی مکتوب ہے ؟ آپ نے جواب دیا نہیں سوائے کتاب اللہ کے یا کتاب اللہ سے متعلق کوئی فہم جو کسی مسلمان کو عنایت ہو'یا وہ جو اس صحیفے میں لکھا ہوا ہے۔ میں نے سوال کیا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے ؟ آپؓ نے جواب دیا"اس میں دیت کے احکامات اور قیدیوں کو چھڑانے کی ہدایت اور کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کرنے کا حکم ہے"۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کے پاس بھی احادیث تحریری شکل میں موجود تھیں۔

حافظ ابن حجر کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتابت حدیث کی دلیل میں سب سے پہلے حضرت علیؓ کی حدیث پیش کی لیکن اس میں امکان ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد لکھا ہو۔ پھر حضرت ابو ھریرہؓ کی حدیث پیش کی۔ یہ حدیث منع والی احادیث کے بعد ہے اسلئے یہ ناسخ ہے اور نہی کی احادیث منسوخ ہیں اور تیسری حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی حدیث پیش کی۔ جس میں احادیث لکھنے کی عام اجازت ہے۔ اسلئے یہ حدیث جواز کتابت میں سب سے قوی دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث پر باب کا اختتام کیا جو دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسی چیز لکھنے کا ارادہ فرمایا جس سے اختلاف سے چھٹکارا مل جائے اور معلوم ہے اللہ کے نبی ﷺ کا ارادہ حق کے سوا نہیں ہو سکتا۔ (فتح الباری ۱/۲۶۰)۔

9-عن عبدالله بن عمرو بن العاصؓ قال "الصادقة صحیفة کتبتها من رسول الله ﷺ ".وقال مجاهد"اتیت عبدالله بن عمرو فتناولت صحیفة من تحت مفرشه ' فمنعنی قلت ما کنت تمنعنی شیئا" قال "هذه الصادقة'

هذه ما سمعت من رسول الله ﷺ ليس بيني وبينه احد .اذا سلمت لي هذه و كتاب الله تبارك و تعالى والوهط فما ابالي ما كانت عليه الدنيا". (تقیید العلم ص ۸۴) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ صحیفہ صادقہ وہ کتاب ہے جو مین نے نبی کریم ﷺ سے سن کر خود لکھی ہے۔ مجاھد بیان کرتا ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو کے پاس آیا اور سلے ہوئے غلاف کے نیچے سے ایک صحیفہ نکالا تو آپؓ نے مجھے روک لیا۔ میں نے کہا کہ آپ مجھے کسی چیز سے روکتے نہ تھے انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ سچی باتیں ہیں جو میں نے خود نبی کریم ﷺ سے سنی ہیں (میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے) اگر میرے پاس کتاب اللہ ہو اور یہ صحیفہ محفوظ ہو اور میری ہموار زرعی زمین (وھط) ہو تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دینا جہاں چاہے چلی جائے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ صحیفہ صادقہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے نبی کریم ﷺ سے خود لکھ لیا تھا۔ یہ صحیفہ کتب احادیث میں "عمر وبن شعيب عن ابيه عن جده" کی سند سے محفوظ ہے۔ شعیب نے یہ صحیفہ اپنے دادا عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کیا ہے۔

10-"كتب رسول الله ﷺ كتاب الصدقات و الديات و الفرائض لعمر و بن حزم" (جامع بیان العلم ص ۱۱۹) رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزمؓ کے نام ایک خط میں صدقات، دیت اور وراثت کے احکام (اپنی وفات سے ایک ماہ قبل) لکھ کر بھیج دیئے تھے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

فرد اور معاشرہ کی اصلاح

جرائم کی روک تھام محض خارجی ذرائع سے ممکن نہیں۔ اس میں کامیابی کے ۔لئے فرد کے اندر ایک ایسا" محتسب" پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ جب بھی انسان کوئی برائی کرنے کا ارادہ کرے تو وہ محتسب اسے روک دے۔ اسی محتسب کو ضمیر یا قوت ایمانی کہا جاتا ہے۔

جب افراد پر محنت کے باوجود جرائم ہوتے ہیں تو معاشرہ کی اصلاح کے لئے قانون کی ضرورت ہوتی ہے۔